مولانا حامد علی خان کی علمی و سیاسی خدمات اور نظریہ تصوف

*سید افتخار علی گیلانی
**غلام مجتبےٰ قریشی

Hazrat Molana Hamid Ali Khan (R.A) (1906-1980) was hailed as Polyhistor, Islamic thinker, a great political and religious leader. He contributed fabulously in *Pakistan, Khatm-e-Nabowat (1974) and Nizam-e-Mustafa(1977)* movements. He supported the political campaign pertaining to incorporation of Islamic clauses in the constitution of 1973. During his entire life, he engaged himself in the arena of teaching and scholarly work. He was embodiment of wisdom and mysticism. Thousand of his followers imbibed Pearls of knowledge and spiritual training from him. He contributed meritorious services for the amelioration of dying society. Moreover, he took the great task of revival of Sunnah, preaching of the great message of Islam; and used to fight against the secular forces on Political and religious fronts. He conveyed the message of Quran and Hadith. He never surrendered and kneels down before the evil forces. He remained one of the great champions of Pan Islamism.

احوال و آثار

خاندانی پس منظر:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ کے آباؤ اجداد پشاور کے قریب قبیلہ ''کمال زئی'' سے تعلق رکھتے تھے گویا کہ آپؒ نسلاً پٹھان تھے۔ آپؒ کے آباؤ اجداد پشاور سے ہجرت کر کے دارالسلام مصطفےٰ آباد رام پور تشریف لائے تھے جہاں انہوں نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی تھی۔(۱) آپؒ کے دادا مہدی علی خان رام پور میں سرکاری کتب خانہ کے لائبریرین تھے۔ یہ کتب خانہ ہندوستان بھر میں مایہ ناز اور منفرد علمی خزانہ تھا۔ آپؒ کے دادا مولانا مہدی علی خان کا اس کتب خانہ کی تعمیر و ترقی میں بڑا دخل تھا۔ مشہور مورخ اور سیرت نگار مولانا شبلی نعمانی اور ایسے دوسرے جلیل القدر علماء نے کتب خانہ کی معائنہ بک میں مولانا مہدی علی خان کو زندہ کتب خانہ لکھا ہے۔(۲)

---

* ریسرچ سکالر شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان
** شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ولادت اور تعلیم وتربیت:

مولانا حامد علی خانؒ 3اکتوبر 1906ءکورام پور میں پیدا ہوئے۔ابھی آپؒ کی عمر بارہ سال تھی کہ آپؒ کے والد شیدا علی خان کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ ان کے بعد آپؒ کی پرورش آپؒ کے دادا نے کی۔آپؒ کے دادا چونکہ رام پور کی ممتاز علمی اور مذہبی شخصیت تھے۔اس لئے آپؒ کی پرورش پر بھی اس کا گہرا اثر پڑا۔ابتدائی فارسی کی تعلیم اپنے دادا سے ہی حاصل کی۔ پھر 1914ء میں رام پور میں ہی خانقاہ عنائیتیہ میں حافظ عنایت اللہ خانؒ (1345ھ - 1259ھ) سے کسب فیض حاصل کیا۔اور پھر حضرت عنایت اللہؒ کے ہاتھ پر ہی 1923ء بمطابق 1341ھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوگئے۔یہ وہی سلسلہ باصفا ہے کہ جس کے درخشندہ ستارے حضرت مجدد الف ثانیؒ تھے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد شیخ عبدالاحد اگرچہ سلسلہ چشتیہ اور قادریہ میں بیعت تھے۔لیکن سلسلہ نقشبندیہ کا بڑا اشتیاق ظاہر کرتے تھے اور اس کے متعلق بڑے بلند کلمات فرماتے تھے مثلاً اس کی دعا کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ عالیہ ہمارے ملک میں پہنچے یا خدا ہمیں اس کے مرکز میں پہنچائے کہ اس سے استفادہ کیا جا سکے (۳) حضرت عنایت اللہؒ کے صاحبزادے مولانا حمایت اللہؒ (م1350ھ) سے شرح جامی سے قطبی تک کے تمام اسباق پڑھے۔1919ء میں آپؒ نے مدرسہ عالیہ رامپور کے مروجہ تعلیمی نصاب میں امتیازی پوزیشن حاصل کی۔آپؒ نے علوم دینی کے تمام متداول کتب مدرسہ عالیہ رام پور میں اپنے وقت کے جید علماء سے سبقاً سبقاً پڑھیں (۴) دوران تعلیم ہی آپؒ نے شعبہ کتابت کے حوالہ سے ملازمت بھی اختیار کر لی۔

اساتذہ ومشائخ:

آپؒ نے رامپور کے متعدد مشہور اور یگانہ روزگار علماء سے کسب فیض حاصل کیا جن میں چند مشہور نام یہ ہیں۔

(i) حضرت مولانا حافظ حمایت اللہ خانؒ (م1350ھ)

(ii) حضرت مولانا فضل حقؒ رامپوری پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور (م1940ء)

(iii) حضرت مولانا معز اللہ خان صاحبؒ

(iv) حضرت مولانا نذیر الدین صاحبؒ

(v) حضرت مولانا وجیہ الدین خان صاحبؒ (۵)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(vi) مولانا نصر اللہ خان بھی آپکے اساتذہ میں سے ہے۔(٦)

رام پور کے اساتذہ کرام اوقات مدرسہ کے بعد بھی اپنے گھروں میں طلباء کو پڑھاتے تھے۔آپؒ ان اسباق میں بھی شریک ہوکر استفادہ کرتے تھے۔علوم وفنون کے مروجہ نصاب کی تکمیل کے بعد 1930ء میں سند فراغت حاصل کی اور اپنی خداداد صلاحیت وذہانت کے باعث پورے مدرسہ عالیہ میں درجہ حدیث کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی (٧) اس موقع پر آپؒ کے استاد مولانا وجیہ الدین نے فرمایا۔حامد علی خان نے ہندوستان میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے ثابت کر دیا کہ محنت سے انسان بلندی تک پہنچ سکتا ہے خواہ اس کے سامنے سخت سے سخت دیوار ہی کیوں نہ ہو۔(٨)

ازدواجی زندگی:

1931ء میں آپؒ نے رام پور میں شادی کی جن سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں لیکن 1940ء میں آپؒ کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ 1945ء میں دوسری شادی کی جن سے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ایک صاحبزادے کم عمری میں ہی فوت ہوگئے۔

طریقت وتدریس:

آپؒ اپنے مشائخ عظام اور شیخ طریقت کے روحانی تصرف سے حضرت مجدد الفت ثانیؒ کی آراء و خیالات سے متفق تھے۔آپؒ نے طریقت وسلوک کی منازل طے کرکے خلافت بھی حاصل کی۔لیکن اجازت بیعت وارشاد کے باوجود کئی سال تک لوگوں کو بیعت نہ کیا۔لیکن جب پیرومرشد کے سجادہ نشین محمد اللہ خانؒ نے آپؒ سے فرمایا کہ اللہ اللہ سکھانے سے کیوں بخل کرتے ہو اور پھر انہوں نے پیرومرشد کا ارشاد یاد دلایا۔ کہ جب کار سلوک طے ہوجائیں اور خلق خدا رجوع کرے تو اللہ اللہ سکھا دینا۔(٩) چنانچہ 1932ء میں اپنے شیخ کے سجادہ نشین کے حکم سے ہی رام پور سے رہتک مدرسہ خیر المعاد کے مدرس مقرر ہوئے اور قیام پاکستان تک محنت اور لگن سے مدرسہ کی برق رفتار ترقی کیلئے کام کرتے رہے۔آپؒ کی قابلیت،خصوصی توجہ اور حسن انتظام کا شہرہ ہوا اور دور دراز شہروں بہار، بنگال اور نواکھلی سے طلباء علم حاصل کرنے کیلئے آنے لگے۔(١٠) مدرسہ خیر المعاد کے صدر مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مسجد گشتیاں میں بلا معاوضہ خطیب کی حیثیت سے خدمات بھی انجام دیں۔(١١)

تحریک پاکستان اور ہجرت پاکستان:

قیام رہتک کے دوران مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا اور جب تحریک پاکستان کے دوران سرکاری

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اہلکاروں نے مسلم لیگی قائدین کو گرفتار کر لیا تو آپؒ نے ہی ضلع رہتک میں تحریک پاکستان کی قیادت کو سنبھالا۔ آپؒ نے دوسرے علماء اہل سنت کے ساتھ اس تحریک پاکستان میں ہر ممکن حصہ لیا اور جانی و مالی ہر قسم کا تعاون کیا۔(۱۲) قیام پاکستان کے بعد رام پور واپس تشریف لے آئے اور مدرسہ عالیہ میں شیخ التفسیر مقرر ہوئے۔ جہاں 1959ء تک اپنی خدمات پیش کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ملتان تشریف لا کر مدرسہ خیر المعاد کی بنیاد رکھی۔ 1951ء میں حج کیلئے تشریف لے گئے۔ پھر 1956ء میں پاکستان کا دورہ کیا اور پاکستان میں نفاذ اسلام کی حمایت کیلئے جمعیت علماء پاکستان کے قائدین کے ساتھ مل کر دستوری سفارشات بھی پیش کیں۔ 16 نومبر 1959ء کو رہتک کے احباب کے بے حد اصرار کی بدولت رام پور سے مستقل طور پر ملتان تشریف لے آئے اور مدرسہ خیر المعاد میں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا جو تادم مرگ تک جاری رہا۔

قائدانہ سیاسی کردار:

آپؒ گوشہ نشینی کے قائل تھے لیکن عوام کے زبردست اصرار کی بدولت 1970ء کے الیکشن میں حصہ لیا 30 جون 1970ء کی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پاکستان سنی کانفرنس بھی خوب تھی۔ جہاں قومی اسمبلی کیلئے آپکے نام کا انتخاب کیا گیا اہلیان ملتان کی درخواست نہیں بلکہ درخواستوں نے آپ کو عملی سیاست میں آنے پر مجبور کر دیا۔(۱۳) آٹھ امیدواروں نے آپؒ کے حق میں کاغذات نامزدگی واپس لے لیئے اور اسلامی متحدہ محاذ نے آپ کی غیر مشروط حمایت کا فیصلہ کیا۔(۱۴) 1970ء میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مقابل جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے MNA کا الیکشن لڑا۔(۱۵) 53 ہزار سے زائد ووٹ حاصل کیئے۔ آپؒ کا سیاست میں آنے کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ، اسلامی اقدار کا تحفظ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں عدل وانصاف پر مبنی معاشرے کا قیام تھا۔ اسی لیے آپؒ نے سوشلزم، کمیونزم اور لادینی عناصر کے خلاف کھل کر جہاد کیا اور اپنے خطابات اور کارنر میٹنگ کے ذریعے سوشلزم جیسے فرسودہ نظام کی بیخ کنی کی اور مسلمانان پاکستان کو گمراہی اور لادینیت سے بچایا۔ مادہ پرستی سے نیکی کی طرف مائل کیا۔(۱۶) بدقسمتی سے جمیت علماء اسلام نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے اپنے نمائندہ کو الیکشن میں کھڑا کر دیا۔ جس کی بدولت آپؒ صرف چند ہزار ووٹوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے الیکشن ہار گئے۔ 1971ء میں بیرونی طاقتوں، بھارتی جارحیت، مرزائیوں کی حمایت اور حکومتی ذاتی مفادات کی پالیسیوں کی بدولت مشرقی پاکستان الگ ہو گیا۔ لیکن آپؒ نے اس موقع پر بنگلہ دیش نامنظور تحریک کا بھرپور ساتھ دیا اور فرمایا بنگلہ دیش کو منظور کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے بھارتی جارحیت کو قانونی حیثیت فراہم کر دی۔ اس کے بعد بھارت خاموش تو نہیں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بیٹھے گا۔ وہ بنگلہ دیش کی قانونی حیثیت منوانے کے بعد سندھ دیش اور دوسرے دیش بنانے کی کوشش کرے گا اور فی الواقع وہ اس کی تیاریاں بھی کر رہا ہے۔(۱۷)

تحریک ختم نبوت میں کردار:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں تو آپؒ شریک نہ ہو پائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ 1959ء میں ہندوستان سے ترک وطن کر کے پاکستان کی شہریت اختیار کی تھی۔ اس لیے تحریک میں شرکت کی سعادت سے محروم رہے۔(۱۸) لیکن جب 1974ء میں سانحہ ربوا کے بعد تحریک ختم نبوت نے پورے ملک میں زور پکڑا تو ملتان میں بھی تحریک نے شدت اختیار کر لی۔ جس کی قیادت خود مولانا حامد علی خانؒ نے فرمائی۔ آپؒ نے فوری طور پر اس بات کا نوٹس لیا اور آپؒ قادیانیوں کی سرکوبی کیلئے بڑھاپے کے باوجود میدان میں نکل آئے۔ آپؒ کی آواز پر علماء اور عوام کا جم غفیر جمع ہو گیا۔(۱۹) ملتان اور مضافات ملتان میں احتجاجی جلسوں اور جلوس کی قیادت کرتے اور قائدانہ خطاب فرماتے تھے۔(۲۰) آپؒ فرماتے قادیانی مسلمانوں سے مختلف ہیں وہ مسلمانوں کے بنیادی عقیدے ختم نبوت کے منکر ہیں اس لیے ان کے مسلمان ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔(۲۱) قادیانیوں کے عزائم یہ ہیں کہ مسلمانوں کو مرتد بنایا جائے ورنہ انہیں نیست و نابود کر دیا جائے۔ ان کی تمام تر ہمدردیاں بھارت کے ساتھ ہیں۔ ان کا قبلہ وکعبہ قادیان ہے جو بھارت میں ہے انہیں پاکستان میں اسلامی آئین کے نفاذ میں اپنی موت نظر آرہی ہے کہ یہاں اسلامی آئین کا نفاذ میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا۔(۲۲) ملتان میں تحریک کے دوران آپؒ نے پیرانہ سالی کے باوجود تحفظ ناموس رسالت کی سعی میں اسلاف کی یاد تازہ کر دی اور بالآخر قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور تحریک ختم نبوت کامیاب ہوگئی۔

تحریک نظام مصطفٰے کی قیادت:

1977ء کے الیکشن میں آپؒ پھر لوگوں کے دباؤ میں آکر کھڑے ہوگئے۔ ان انتخابات میں حکومت، پولیس اور فیڈرل سیکیورٹی فورسز پیر طریقت کی مخالفت میں ڈٹے ہوئے تھے جبکہ پیر طریقت مولانا حامد علی خان تائید ایزدی سے مسلح تھے۔ خوب زوردار ٹکر ہوئی۔ باوجود دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کے سرکاری پارٹی کے امیدوار ناکام رہے۔ حضرت مولانا حامد علی خان کامیاب ہوگئے۔(۲۳) انتخابات میں سنگین دھاندلیوں کے باعث مارچ 1977ء میں حکومت کے خلاف تحریک نظام مصطفٰے چلائی گئی۔ 1977ء میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے لیکن قومی اتحاد کے فیصلے کی روشنی میں استعفیٰ دے دیا۔(۲۴) کال کے باوجود اسمبلی ہال نہ گئے اور تحریک نظام مصطفٰے ملتان کی قیادت میں سرگرم ہوگئے۔ جب ملتان میں تحریک روز کا معمول بن گئی اور انتظامیہ اس تحریک کو روکنے میں ناکام ہوگئی تو بھٹو کے اشارہ پر آپؒ کی گرفتاری عمل میں آئی 25 مارچ کو سیکیورٹی فورس کی بھاری تعداد، اعلیٰ افسران اور فوج کے جوان جدید ہتھیاروں سے لیس ہوکر آپؒ کو گرفتار کرنے آئے۔ لیکن اہلیان ملتان آپؒ کی گرفتاری میں مزاحم ہوئے اور ٹینکوں کے نیچے لیٹ گئے کہ جان دے دیں گے مگر گرفتاری نہیں دیں گے۔ سب نے دیکھا کہ ملتان کے لوگ توان کے ایک اشارے پر اپنی جانیں دینے کو تیار ہیں تاریخ گواہ بنی کہ ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جذبات میں ایک اشارہ کرتا تو ملتان جل کر خاکستر ہو جاتا۔(۲۵) لیکن آپؒ نے ملتان کو خون خرابے سے بچا کر گرفتاری دے دی اور خود جیل کے مصائب سہتے رہے۔ جہاں پر نامناسب دیکھ بھال اور قلیل و ناقص خوراک کے باعث آپؒ بیمار پڑ گئے۔ آخر 7 اپریل 1977 کو ہائیکورٹ نے آپؒ کی گرفتاری کو خلاف قانون قرار دے دیا۔(۲۶) آپؒ رہا ہوکر بہاولپور جیل 300 میل لمبے جلوس کے ساتھ ملتان تشریف لائے۔ اسی تحریک کے دوران آپؒ کو شیر ملتان اور بے تاج بادشاہ کے القابات سے نوازا گیا۔ بالآخر ضیاءالحق کے مارشل لاء کے بعد یہ تحریک بھی اختتام پذیر ہوئی۔

علالت ووفات:

دوران قید ہی آپؒ کی طبیعت خراب ہونا شروع ہوگئی تھی۔ ذیابطس کے مرض میں اضافہ ہوگیا تھا۔ شوگر مزید بڑھ گئی۔ جیل میں گرنے سے سر میں چوٹ آئی اور مواد پیدا ہوگیا اور بروقت علاج نہ ہونے کی وجہ سے زخم پھیل کر ٹیومر کی شکل اختیار کر گیا۔ علاج معالجہ کے باوجود آفاقہ نہ ہوا اور پھر بالآخر ڈیڑھ سال صاحب فراش رہنے کے بعد 7 جنوری 1980ء کو انتقال کر گئے۔ آپؒ کے انتقال کے سانحہ سے تین روز تک پورا ملتان سوگ میں ڈوب گیا۔ سب مارکیٹیں، بازار حضرت مولانا حامد علی خانؒ کے سوگ میں بند رہیں۔(۲۷) نماز جنازہ غزالی زماں سید احمد سعید کاظمیؒ نے پڑھائی اور لاکھوں افراد نے آپؒ کے نماز جنازہ میں شرکت کی۔(۲۸) آپؒ کو ملتان کے تاریخی قلعہ میں سپرد خاک کیا گیا جہاں آج ایک عظیم الشان مدرسہ اور مسجد بھی قائم ہے۔

اکابرین کا خراج عقیدت:

(i) صدر پاکستان جنرل محمد ضیاءالحق

مولانا مرحوم ایک جید عالم دین، ایک ممتاز سماجی مصلح اور ایک عظیم رہنما تھے۔ جن کے عقیدت مندوں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کی تعداد بہت کثیر تھی۔صدر نے کہا کہ دینی، معاشرتی اور سیاسی میدان میں ان کی خدمات کو تا دیر یاد رکھا جائے گا۔(۲۹)

(ii) گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل سوار خان

پاکستان ایک ممتاز مذہبی رہنما، مشہور عالم اور اسلام کے خادم سے محروم ہوگیا۔(۳۰)

(iii) مخدوم برادران سید رحمت حسین گیلانی، سید یوسف رضا گیلانی، سید فیض مصطفٰے گیلانی، سید شجاعت مصطفٰے گیلانی

مولانا حامد علیؒ نے جو دینی، قومی اور ملکی خدمات انجام دی ہیں وہ کبھی فراموش نہ کی جا سکیں گی۔(۳۱)

(iv) ڈاکٹر الطاف علی قریشی وائس چانسلر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی

حضرت مولانا حامد علی خانؒ ملتان کی بزرگ شخصیت کو وقار اور مردمومن تھے۔مولانا کی ذات میں ایک مردقلندر کی سی شان تھی۔وہ ملتان اور پورے پاکستان پر سایہ عاطفت تھے۔(۳۲)

(v) وفاقی وزیر جاوید ہاشمی

مولانا حامد علی خانؒ عصر حاضر کے مجاہد تھے۔انہوں نے طاغوتی طاقتوں کا زندگی بھر مقابلہ کیا۔ملک ایک عظیم محبّ وطن رہنما عالم بے بدل سے محروم ہوگیا۔(۳۳)

(vi) صدر انجمن تحفظ حقوق شیعہ

مرحوم اتحاد بین المسلمین کے زبردست حامی تھے اور اپنے خطابات میں کسی بھی فرقہ اسلامیہ کی دل آزاری سے ہمیشہ گریز کرتے تھے۔(۳۴)

الغرض پاکستان کے ہر طبقہ فکر خواہ وہ سیاسی ہو یا سماجی علماء ومشائخ ہوں یا پھر ان کا تعلق سرکاری حلقوں سے ہو حضرت کے وصال پر گہرے دکھ کا اظہار فرمایا۔آپؒ کی ذات اہل پاکستان کیلئے بابرکت اور مرجع خلائق تھی۔

تصانیف:

(i) معارف عنائیتیہ:

یہ کتاب حضرت صاحبؒ کے دادا پیر مولانا ارشاد حسینؒ نے مقامات ارشادیہ کے نام سے محمد عنایت اللہ خانؒ کو عطا کی تھی۔یہ ایک فارسی کتاب ہے جس کا اردو ترجمہ حضرت مولانا حامد علی خانؒ نے معارف

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عنائیتیہ کے نام سے 24 مئی 1955ء کو کیا۔

(ii) **تذکرۃ المشائخ:**

اس کتاب میں حضرت مولانا حامد علی خانؒ نے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ عنائیتیہ کے حالات مقدس کا تذکرہ کیا ہے۔اور کتاب کے آخر میں اپنے احوال وآثار بھی بیان کیئے ہیں۔یہ کتاب اپریل 1968ء کو شائع ہوئی۔

ملفوظات:

تصوف کے بارے میں:

(i) علماءحق ،صلحاءامت اور اولیائے کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری و باطنی فیوض کے امت مرحومہ کیلئے واسطہ ہیں۔(۳۵)

(ii) اللہ تبارک وتعالٰی کا ولی:۔ ہمارے نزدیک کسی اللہ کے ولی کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ ظاہراًو باطناً سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیکر ہواور اپنے رب کے ساتھ ایسا رسوخ رکھتا ہو کہ اسکی حضوری سے مردہ قلوب زندہ ہوجائیں اور اسکی توجہ کی برکت سے رنگ آلودنفوس تزکیہ پائیں۔(۳۶)

(iii) طالب صادق بن کرکسی کامل مرشد کی صحبت اختیار کرو۔

(iv) طریقت کی راہ میں استقامت بنیادی چیز ہے۔

(v) شیخ کا کام تربیت کرنا ہے اور مرید کا کام اسکی تعلیمات کی اطاعت ہے یہی اطاعت ومحبت شیخ ہی طالب صادق کومنزل مقصود تک پہنچادیتی ہے۔

دعا کے بارے میں اقوال:

(i) دعا مانگنے والا پوری رغبت کے ساتھ دعا کرے۔

(ii) دعا مانگتے وقت یہ سمجھنا چاہیے کہ رب میرے سامنے ہے اور وہ میرے معروضہ کوسن رہا ہے۔

(iii) دعا بندگی کا وظیفہ ہے۔

(iv) مایوس ہوکر دعا کا ترک کردینا منع ہے۔

(v) یہ خیال نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی اور قبول نہ ہوئی۔دعا گناہ گار کی بھی قبول ہوتی ہے۔دعا کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شروع اور آخر میں درود شریف پڑھنا بہت مفید ہے۔(۳۷)

(vi) دعا کے الفاظ میں تکلف اور تصنع منع ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے کلمات:

وہ آٹھ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے جو خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے مقرر کیئے تھے۔ان الفاظ کی تشریح حضرت مولانا حامد علی خانؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ ہوش دردم:۔ ہر سانس میں یہ خیال رکھنا کہ کوئی سانس اللہ کی یاد سے غافل نہ رہے۔

۲۔ نظر ہرقدم:۔ عام فہم مطلب یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں نظر نیچی رہے۔اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔اِدھر اُدھر دیکھتے رہنے سے خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں اور توجہ الی اللہ میں خلل پڑتا ہے۔یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفعیہ کیلئے ہے۔

۳۔ سفر دروطن:۔ خدا تعالیٰ کو ڈھونڈنے کے دو طریقے سلاسل اولیاءاللہ میں مقرر ہیں۔

(i) سیر آفاقی (ii) سیر انفسی طریقہ نقشبندیہ میں سیر انفسی سے ابتدا ہوتی ہے اور دوسرے طریقے میں سیر آفاقی سے سیر انفسی، صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔حضرت خواجگان نقشبندیہ نے سیر انفسی کو اختیار کیا اور اسی کے ضمن میں سیر آفاقی کو قطع کرتے ہیں۔

۴۔ خلوت درانجمن:۔ لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ رہنا اور اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا۔

۵۔ ذکر:۔ ہروقت ذکر کرنے میں مشغول رہنا۔

۶۔ بازگشت:۔ چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد دل میں کہے ”الٰہی تو میرا مقصود ہے اور تیری رضا چاہتا ہوں اپنی معرفت عطا کر“ بطرح ذکر خیال سے کیا جاتا ہے یہ کلمات بھی خیال سے کہے جاتے ہیں۔

۷۔ نگہداشت:۔ قلب کو خطرات اور وساوس سے بچانا۔

۸۔ یاداشت:۔ ملکہ ذکر حاصل ہو جائے یعنی ذکر مشق کرتے کرتے ذکر بے اختیار جاری ہو جائے اور دوام آگاہی غالب ہو کر غفلت کسی وقت راہ نہ پائے۔اس منزل میں پہنچ کر طالب اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے ”رجال لا تلهيهم تجارة و لا بيع عن ذكر الله“۔(۳۸)

مولانا حامد علی خانؒ کا نظریہ تصوف اور اصلاح معاشرہ:

کسی بھی اللہ کے ولی کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ ظاہراً اور باطناً سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیکر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہو گویا کہ ''وما اتکم الرسول فخذوہ ق وما نھکم عنه فانتھوا ج ''(۳۹) کا مصداق ہو اور اللہ کے نیک بندے کو اپنے رب کے ساتھ ایسا تعلق اور رسوخ حاصل ہو کہ اس کی حضوری سے مردہ دل زندہ ہو جائیں اور اس کی توجہ کی برکت سے زنگ آلود نفوس تزکیہ پائیں۔اس کے باوجود اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں مرقاۃ میں ملا قاری بیان کرتے ہیں۔کرامات اولیاء برحق ہیں کرامات جمع ہے کرامت کی اور یہ اکرام یا تکریم سے اسم ہے۔کرامت دراصل فعل خارق عادت ہے جو بغیر تحدی کے ملے۔اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں بلکہ حقیقت میں ولی کی کرامت اس ولی کے نبی کا معجزہ ہے۔(۴۰) حضرت علی بن عثمان ہجویری فرماتے ہے۔کہ ظہور کرامت ولی کی طرف سے اس کی صحت حال اور مجاہدہ میں قطعی ممکن وروا ہے اور صوفیاء کرام اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے اور عقل بھی اس کو ممکن مانتی ہے۔اس لیے کہ یہ ایک قسم ہے جو قوت الٰہی کی مظہر ہے اور اس کا اظہار اصل شرع و دلیل سے منافی نہیں اور عقل و اوہام بھی اس کے خلاف نہیں۔کرامت درحقیقت صداقت ولایت پر دلیل ہے اور کاذب سے اس کا صدور ممکن نہیں۔(۴۱) کرامات کی دو اقسام ہیں۔ایک کرامت کونیہ اور دوسری کرامت قلبیہ بعض اہل معرفت ایسے ہیں جن میں صرف کرامت قلبیہ پائی جاتی ہے اور کرامت کونیہ نہیں پائی جاتی اور بعض اولیاء اللہ کو یہ دونوں خاصیتیں حاصل ہوتیں ہیں۔حضرت مولانا حامد علی خانؒ محبوبیت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ان دونوں کرامات سے نوازا تھا۔آپؒ حسن باطنی، جمال ظاہری اور اخلاق فاضلہ کی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ایسی جامع ہستیاں دنیا میں بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔آپؒ کا ظاہری حال بھی ایک زندہ کرامت تھی۔دیکھنے والا پہلی نظر میں ہی گرویدہ ہو جاتا۔آپؒ کے ارادت مندوں میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔مرید، نو وارد، عوام و خواص الغرض سبھی آپؒ کے زیر اثر تھے۔آپؒ مجسم عبادت و ریاضت تھے۔نوافل عبادات کا اہتمام آپؒ کی سیرت و شخصیت کا مستقل حصہ تھا۔ایسے ہی رجال اللہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

''عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادٰی لی ولیاً فقد اٰذنته' بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیءٍ احب الی مما افترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببتهٗ کنت سمعه الذی یسمع بہٖ وبصرہ الذی یبصربه ویدہ الذی یبطش بھا ورجله الذی یمشی بھا وان سالنی لا عطینه' ولئن استعاذنی لا عیذنهٗ''.(۴۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہیں جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی تو میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ جب کوئی میرا بندہ فرائض کی ادائیگی کو اپنا معمول بنالیتا ہے اور نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ وہ مجھ سے اگر کوئی سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور مجھ سے اگر پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

آپؒ کی شخصیت اس حدیث قدسی کا عملی نمونہ تھی۔ عبادت رب، اتباع رسول، حب نبی، خدمت خلق، اصلاح حکومت، ریاضت ومجاہدہ، ذکر وتلاوت اور ظاہری و باطنی علوم کی ترویج واشاعت، تزکیہ نفس وتصفیہ باطن جیسے اوصاف سے آپ کی ذات مرقع تھی۔ ابن خلدون نے لکھا ہے تصوف کے مقاصد اصلیہ یہ ہیں کہ انسان عبادت الٰہی میں اپنی جان کھپائے اور پوری طرح اللہ کا ہو جائے۔ دنیا اور دنیا کی لغویات وخرافات سے بالکل منہ موڑ لے۔ عام دنیادار جس چیز پر مٹے پڑے ہیں یعنی لذت دنیا اور حب مال و جاہ سے قطعی کنارہ کش ہو جائے اور عبادت کیلئے گوشہ نشینی کو پسند کرے۔ (۴۳) حضرت مولانا حامد علی خانؒ کی زندگی تصوف، تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے اسی اعلیٰ مقام کا نمونہ تھی۔ جہاں تک روحانیت کا معاملہ ہے۔ اس کا تعلق امور غیبیہ سے ہے اس کا ہر شخص ادراک نہیں کرسکتا اسی کو یہ نعمت حاصل ہوتی ہے جو اس میدان میں چلتا ہے جسے سالک کہتے ہے جس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے"الذین یومنون بالغیب "(۴۴) حضرت مولانا حامد علی خانؒ بھی صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپؒ اپنے مریدین کی تربیت بزرگوں کے مسلمہ طریقہ پر فرماتے تھے۔ روحانی تربیت حاصل کرنے والے کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شریعت پر کامل طور پر عامل ہونے کی سب سے پہلے تلقین کی جاتی ہے۔ غیر شرعی طریقہ اپنانے والوں کو اس سلسلہ میں کبھی روحانیت حاصل نہیں ہوسکتی۔ انہی اصولوں پر پابندی کے ساتھ حضرت مولانا حامد علی خانؒ اپنے مریدین کی تربیت فرماتے اور بڑی تعداد میں آپؒ سے روحانی فیض یافتہ لوگ مشہور ہوئے۔ (۴۵)

مریدین کی اصلاح:

محمد احسان (وائس پرنسپل ولائیت حسین کالج ملتان) بیان کرتے ہے کہ ان کے والد فیض محمد مہتمم مدرسہ جمال العلوم شاہ جمال تحصیل مظفر گڑھ حضرت حامد علی خانؒ کے شاگرد تھے۔ اور تعلیم مکمل کر کے مدرسہ خیر المعاد

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

میں ہی مدرس مقرر ہوئے تھے کا بیان ہے کہ عبدالغنی نامی مولانا حامد علی خانؒ کے ایک مرید مدرسہ میں میرے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات اور حاضر وناظر کے حوالہ سے شک وشبہ ظاہر کیا میں نے انہیں بہت سمجھایا مگر وہ اپنی بات اور اپنے شک پر ڈٹے رہے۔ان کے جانے کے بعد میں حضرت حامد علی خانؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے تمام واقعہ بیان کر کے اس شخص کو بیعت سے خارج کرنے کی درخواست کی تو حضرتؒ نے فرمایا کہ بیعت سے خارج کرنے سے بہتر کیا یہ بات نہیں ہے کہ اس شخص کی اصلاح کر دی جائے۔اگلے ہی روز وہ شخص پھر میرے پاس آیا اور بتایا کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح مقدس کو بیک وقت مختلف جگہوں پر دیکھا ہے۔جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے تو اللہ کے انبیاء کرامؑ کی روحانیت کا کیا مقام ہوگا اور پھر وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ تائب ہوا۔(۴۶)

رزق حلال کی ترغیب:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے اور اپنے برادر نسبتی کریم داد خان کے ہاں طعام پر مدعو تھے۔جب آپؒ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو حضرت صاحبؒ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ کریم داد خان تم نے کب سے حرام کھانا شروع کر دیا۔کریم داد خان بڑے پریشان ہوئے اور آپؒ سے عرض کیا کہ میں مقصد نہیں سمجھا۔تب حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کھانے میں رشوت کا مال شامل ہے بعد میں کریم داد خان نے تفتیش کی تو پتہ چلا کہ میں نے جس شخص سے اپنا قرض وصول کر کے گھر کا سودا سلف کیا تھا۔اس شخص نے مجھے قرض کی ادائیگی کرنے سے کچھ دیر پہلے رشوت کی رقم وصول کی تھی۔(۴۷)

کشف غیبیہ:

ممتاز عالم دین حضرت مولانا قاری عبدالرزاق نقشبندی مجددی (خلیفہ مجاز) شیخ الحدیث مدرسہ رکن اسلام مجددیہ حیدر آباد ارشاد فرماتے ہیں۔اس فقیر کی شادی 1945ء میں ہوئی۔اپنی شادی کے بعد واپس رہتک میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا کہ مولانا عبدالقدوس کی آمد کب ہے۔میں نے عرض کیا کہ جب خدا کو منظور ہوا تقریباً دس سال سے زائدہ عرصہ کے بعد میرے بچہ پیدا ہوا۔جس کا نام عبدالقدوس رکھا گیا۔حضرت جی کے ارشاد وعنایات کے مطابق عبد القدوس بڑے ہو کر عالم و فاضل بنے۔(۴۸) جو کہ آجکل کشمیر میں راولاکوٹ سروس کمیشن کے ممبر اور گورنمنٹ کالج راولاکوٹ آزاد کشمیر کے پرنسپل ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

خلاف شرع کام پر گرفت:

قاری محمد جمال صاحب جو کہ حیدر آباد میں آفندی ٹاؤن کی یادگار مسجد میں امام وخطیب تھے وہ ایک کام کیلئے دعا کروانے کی غرض سے ایک شخص کے پاس گئے۔ ان کی عادت تھی کہ جو آدمی حاضر ہوتا اس کو بیڑی پلاتے تھے۔ قاری جمال صاحب سے بھی کہا کہ سگریٹ پیو۔ قاری صاحب نے یہ سوچ کر کہ حرام تو ہے نہیں زیادہ سے زیادہ مکروہ ہے۔ سگریٹ کا ایک کش لگایا۔ رات کو حضرت مولانا حامد علی خانؒ کی زیارت ہوئی۔ آپؒ بیڑی پینے پر سخت ناراض ہوئے اور ڈانٹا کہ دعا کروانے کیلئے خلاف شرع کام کرتے ہو۔(۴۹)

مریدین کو حادثہ سے بچانا:

ایک مرتبہ چند مریدین آپؒ سے ملنے آئے اور جب آپؒ سے واپسی کی اجازت چاہی تو آپؒ خود بس اسٹاپ تک چھوڑنے کیلئے تشریف لے گئے اور مریدین کو تیار کھڑی بس میں جانے کے بجائے دوسری بس میں جانے کا حکم دیا۔ دوران سفر اس گاڑی کا جس پر حضرت صاحبؒ نے بیٹھنے سے منع فرمایا تھا حادثہ ہو گیا۔ اس طرح حضرت صاحبؒ کا دامنِ حفاظت آشناؤں اور مریدین پر آسمان کی طرح ہر مقام پر سایہ فگن رہتا تھا۔ ایک دنیا آپؒ کے وجودِ مسعود سے روشن ہوئی۔ گنہگاروں نے گناہ سے توبہ کی۔ بے نمازی نماز کے پابند ہوئے۔ آپؒ کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر عوام کے اخلاق کی اصلاح ہوئی۔ آپؒ لوگوں کی حاجات پوری کرنے کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ اپنی خداداد بصیرت اور روحانی قوت کی بدولت اپنے مخاطب کے چہرے اور وضع قطع سے اس کے شخصی احوال کو پہچان لیتے تھے۔ لوگوں کی کفالت آپؒ کو بے حد عزیز تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ ''خیر الناس من ینفع الناس'' بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کیلئے مفید ہو۔ آپؒ کی ذات اس حدیث نبوی کا مرقع تھی۔ ذیل میں آپؒ کے اصلاح معاشرہ کے حوالہ سے چند پہلو پیش کیئے جا رہے ہیں۔

خواتین کی تعلیم:

آپؒ خواتین کی تعلیم کے بھی خواہاں تھے اور اس سلسلہ میں آپؒ نے عملی اقدام بھی فرمائے۔ آپؒ نے مسلمان بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک عمارت بنوائی جہاں طالبات دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سلائی کڑھائی کا کام بھی سیکھتی تھیں۔(۵۰)

مزارات کی اصلاح:

ضلع رہتک (ہندوستان) میں قیام کے دوران لوگوں کے عقائد کی اصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رہتک میں اوہام پرستی اور جاہلانہ رسومات بہت زیادہ تھیں۔حتیٰ کہ بزرگان دین کے مزارات پر رقص وسرور کی محفلیں جمائی جاتی تھیں۔مولانا حامد علی خانؒ نے اس کے خلاف جہاد کا پروگرام بنایا۔حضرت بہاؤالدین اورحضرت سلطان العارفین صابر کے مزارات سے ان خباثتوں کو ختم کر کے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع کروایا۔(۵۱)

غیر اسلامی رسم کا ختم:

ضلع رہتک میں آپؒ نے ایک اور بڑی اصلاح یہ کی کہ آپؒ نے بیوگان کے نکاح ثانی پر زور دیا۔ رہتک کے دیہاتی علاقوں میں زیادہ تر راجپوت آبادی آباد تھی۔جن میں بیوگان کے نکاح ثانی کو بڑا معیوب سمجھا جاتا تھا۔آپؒ نے اس دقیانوسی رسم کے خلاف آواز اٹھائی۔آپؒ کی یہ تحریک بھی کامیاب رہی اور آپؒ نے عملی کاروائی کرتے ہوئے بہت سی نوجوان بیواؤں کے نکاح ثانی بھی کراوئے۔(۵۲)

فرقہ واریت کی اصلاح:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ لسانیات اور فرقہ واریت کے خلاف تھے۔ملتان میں چونکہ اکثر لوگ رہتک سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔چنانچہ ان افراد نے مل کر جمعیت القریش بنالی اور اس کی طرف سے حضرت صاحبؒ کو امیدوار ٹھہرانے کی آواز اٹھائی گئی۔تو آپؒ نے یہ کہہ کر اس بات کو رد کر دیا کہ ہم صرف مسلم قومیت پر یقین رکھتے ہیں میں ایک علاقائی ولسانی بنیاد پر محدود تنظیم کے زیر اہتمام الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا۔اس سے عصبیت کو ہوا ملے گی۔شہر کی محبت بھری فضا مکدور ہو جائے گی۔(۵۳) روزنامہ جسارت سے نصیر احمد چوہدری نے انٹرویو میں سوال کیا۔کہ وہ چونکہ اہلسنت بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں دوسرے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کی آئین سازی میں نمائندگی کیسے کرسکیں گے؟ مولانا نے فرمایا کہ پاکستان کسی ایک مسلک کی محنتوں کا نتیجہ نہیں ہے۔بلکہ اس میں ہر مسلک کے مسلمانوں نے حصہ لیا۔ میں اسمبلی میں کسی ایک مکتب فکر کا نمائندہ بن کر نہیں بلکہ پوری قوم کے نمائندہ کی حیثیت سے جاؤں گا۔ پاکستان کے آئین کی تدوین فرقہ وارانہ بنیادوں پر نہیں بلکہ من حیث القوم ہوگی اور اس سے تمام مسالک مستفید ہونگے۔رہا میرا سنی العقیدہ بریلوی ہونا تو یہ میرا مسلک ہے اور مجھے اس پر فخر ہے۔(۵۴) رواداری کا یہ عالم تھا کہ اکثر مریدین ومعتقدین اور تلامذہ دوسرے مسالک سے تعلق رکھتے تھے۔لیکن اس کے باوجود آپؒ عملی وروحانی اور اتباع سنت کا مثالی نمونہ پیش کرتے تھے۔(۵۵)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

معاشرتی اصلاح:

تحریک نظام مصطفٰی (۱۹۷۷ء) کے دوران جب آپؒ کو گرفتار کر کے بہاولپور جیل منتقل کیا گیا تو آپؒ کے کھانا پکانے کیلئے ایک قیدی کی ڈیوٹی لگائی گئی جو چوری کے جرم میں جیل آیا تھا اور اس کی عمر ۲۲ سال تھی۔ آپؒ نے اس شخص کو دین کی طرف متوجہ کیا۔ اسے نماز، سورتیں اور دعائیں یاد کروائیں۔ آپؒ کی تربیت کی بدولت وہ قیدی باقاعدہ نماز بھی پڑھنے لگا اور آپؒ سے وعدہ بھی کیا کہ آئندہ وہ رزق حلال کمائے گا اور نماز کو نہ چھوڑے گا۔(۵۶) آپؒ جیلوں کے متعلق فرماتے ہماری جیلیں بہت بری جگہ ہیں مگران کو بہترین تربیت گاہوں میں بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ کاش حکومت اس طرف توجہ دے۔(۵۷)

خلاصہ بحث:

الغرض حضرت مولانا حامد علی خانؒ اخلاق حسنہ، علم وتواضع، برداشت تحمل، موافقت، ایثار اور خدمت خلق کا نمونہ تھے اور صحیح معنوں میں سلسلہ نقشبندیہ کے امین تھے۔ آپؒ نے اپنے اساتذہ کرام کی طرف سے جو قرآن فہمی کا مرتبہ حاصل کیا تھا۔ آپؒ کی تعلیمات میں اس کا بڑا گہرا اثر تھا۔ مخلوق کی خدمت اور ارباب حکومت کی اصلاح آپؒ کی زندگی کا مشن تھا۔ حکمرانوں کی جانب سے آپؒ کو متعدد بار رشوت کی پیشکش ہوئی مگر آپؒ نے کبھی قبول نہ فرمائی۔ آپؒ کے لاکھوں مرید آج بھی ملتان، خانیوال، جہانیاں، وہاڑی، سرگودھا، کراچی اور ملک کے دیگر حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ قریشی، غلام دستگیر، دستک (تعارفی کتابچہ) (مجلس ثقافت پاکستان ملتان، ۱۹۸۱ء) ص ۸
۲۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت (مجلس تفہیم دین کراچی، ۱۹۹۵ء) ص ۲۶
۳۔ ابوالحسن علی ندوی، سید، تاریخ دعوت وعزیمت (مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی) چہارم، ص ۱۳۶
۴۔ قاسم محمود، سید، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا (ٹیکسیشن پرنٹنگ پریس لاہور) ص ۴۵۱
۵۔ حامد علی خان، مولانا، تذکرۃ المشائخ (رحیمیہ پرنٹنگ پریس ملتان، ۱۹۶۸) ص ۱۶۷
۶۔ امتیاز حسین شاہ، سید، تذکرہ اولیائے ملتان (محکم آرٹ پریس ملتان) ص ۲۲۶
۷۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت، ص ۳۰
۸۔ منشی، عبدالرحمٰن خان، تاریخ ملتان (شرکت پرنٹنگ پریس لاہور، ۲۰۰۷ء) ص ۲۵۳

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۹۔ قریشی، غلام دستگیر، دستک، ص۱۱
۱۰۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت، ص۳۳
۱۱۔ قاسم محمود، سید، انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا، ص۴۵۱
۱۲۔ ترجمان اہلسنت، ماہنامہ، کراچی، جون، ۱۹۷۷ء
۱۳۔ واسطی، زاہد علی، ڈاکٹر، دیکھ لیا ملتان (بیکن بکس گلگشت ملتان) ص۳۵۲
۱۴۔ الحامدی، مولانا ضیاء، افکار حامد (روحانی آرٹ پریس ملتان، صفر المظفر ۱۴۰۲ھ) ص۱۸
۱۵۔ کھوکھر، ایم زمان، ایڈوکیٹ، جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام قدیمی تاریخی مقامات (روزن پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ گجرات، ۱۹۹۹ء) ص۴۰۸
۱۶۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت، ص۷۶
۱۷۔ الحامدی، مولانا ضیاء، افکار حامد ص۲۳
۱۸۔ ترجمان اہلسنت، ماہنامہ، کراچی، اگست وستمبر ۱۹۷۲ء
۱۹۔ احمد میاں، مدیر الحامد، ملتان، ستمبر و اکتوبر، ۲۰۰۱ء
۲۰۔ ملتانی، فرحت، اولیائے ملتان (روحانی پریس ملتان، ۱۹۸۰ء) ص۱۵۹
۲۱۔ الحامدی، مولانا ضیاء، افکار حامد ص۱۴
۲۲۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت، ص۷۰
۲۳۔ ریاض پرویز، شیخ، الحامد، ماہنامہ، مارچ و اپریل، ۲۰۰۲ء
۲۴۔ کھوکھر، ایم زمان، ایڈوکیٹ، جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام قدیمی تاریخی مقامات، ص۴۰۸
۲۵۔ واسطی، زاہد علی، ڈاکٹر، دیکھ لیا ملتان، ص۳۵۳
۲۶۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت، ص۱۰۹
۲۷۔ آفتاب، روزنامہ، ۸ جنوری، ۱۹۸۰ء
۲۸۔ قاسم محمود، سید، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، شاہکار بک فاؤنڈیشن، ص۴۵۷
۲۹۔ امروز، روزنامہ، ۸ جنوری، ۱۹۸۰ء
۳۰۔ سنگ میل، روزنامہ، ۸ جنوری، ۱۹۸۰ء
۳۱۔ آفتاب، روزنامہ، ۹ جنوری، ۱۹۸۰ء
۳۲۔ نوائے وقت، روزنامہ، ۹ جنوری، ۱۹۸۰ء
۳۳۔ امروز، روزنامہ، ۹ جنوری، ۱۹۸۰ء
۳۴۔ سنگ میل، روزنامہ، ۹ جنوری، ۱۹۸۰ء
۳۵۔ حامد علی خان، مولانا، تذکرۃ المشائخ، ص۴

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۳۶۔ ایضاً ص۱۵۴
۳۷۔ ایضاً ص۱۷۴،۱۷۵
۳۸۔ ایضاً ص۲۶،۲۷
۳۹۔ القرآن الحکیم، حشر:7
۴۰۔ ملاعلی قاری، مرقاۃ، جلد۱۱، ص۲۶۶
۴۱۔ ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب (ضیاء القرآن پبلی کیشن لاہور، ۱۹۹۷) ص۳۹۹
۴۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، جلد۳، ص۵۸۷
۴۳۔ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ص۲۲۶
۴۴۔ القرآن الحکیم، البقرہ، ۲:۳۰
۴۵۔ نقشبندی، مفتی حفیظ اللہ، مدرس جامعہ خیر المعاد، انٹرویو، بروز منگل یکم فروری ۲۰۱۱ء، وقت دن ۱۱ بجے، مقام رہائش گاہ مفتی حفیظ اللہ نیو ملتان نزد علامہ اقبال ریجنل کیمپس
۴۶۔ قادری، محمد احسان احمد، وائس پرنسپل وصدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ولائیت حسین اسلامیہ کالج ملتان، انٹرویو، بروز ہفتہ، 29-01-2011، وقت 11 بجے دن، مقام گورنمنٹ ولائیت حسین کالج
۴۷۔ جنگ، روزنامہ، کراچی، ۱۴ جنوری، ۱۹۸۰ء
۴۸۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت ص۲۲۱،۲۲۰
۴۹۔ ایضاً، ص۲۱۱،۲۲۲
۵۰۔ ایضاً، ص۳۴
۵۱۔ جسارت، روزنامہ، کراچی، ۷ دسمبر، ۱۹۷۰ء
۵۲۔ الحامدی، مولانا ضیاء، افکار حامد ص۱۷،۱۶
۵۳۔ قریشی، غلام دستگیر، مولانا حامد علی خان کا مشن، مطبوعہ ملتان، ۱۹۹۰ء، ص۵
۵۴۔ جسارت، روزنامہ، ملتان، ۷ دسمبر، ۱۹۷۰ء
۵۵۔ قادری، محمد احسان، انٹرویو
۵۶۔ الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہلسنت ص۱۰۸
۵۷۔ نوائے وقت، روزنامہ، ۹ جنوری، ۱۹۸۰ء

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.